طرح ناکام ہوئی۔ فلوجہ اس جدوجہد کی استعمار دشمن نوعیت کی علامت تھا۔ یہ عرب دنیا میں ایک نیا عنصر ہے اور آج قوم کی حرکی خصوصیت ہے۔

اب امریکی دانش ور یہ سوچنے اور کہنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ صدر بش اور ان کے ساتھیوں کا سارا کھیل ناکام رہا ہے۔ اس سلسلے میں مشہور دانش ور اور کالم نگار نکلسن کرسٹوف (Nicklson D. Kristof) کا مضمون "The Arrogance of Power" بہت چشم کشا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

> اگر صدر بش اپنی عراقی مہم کو بچانا چاہتے ہیں تو اس کے لیے تجویز ہے: جارج ٹینٹ جیسے سی آئی اے کے خوشامدیوں کے ساتھ کم وقت گزاریں اور زیادہ وقت الجزیرہ ٹیلی ویژن دیکھیں۔
>
> بش انتظامیہ کے خفیہ اطلاعات کے نظام کا مرکزی عنصر یہ نہیں تھا کہ یہ مناسب تعداد میں ٹیلی فون ٹیپ کرنے میں ناکام رہا، بلکہ یہ تھا کہ اس نے عراق یا وسیع تر عرب دنیا کے ذہن (mindset) کو سمجھنے کی پروا نہیں کی اور اب بھی نہیں کر رہا۔

صدر بش اور ان کے طائفے کے ذہن کی یہ عکاسی مبنی بر حقیقت ہے لیکن ستم بالائے ستم کہ مسئلہ محض صدر بش کا نہیں عرب اور مسلم ممالک کے حکمرانوں کا بھی اس سے مختلف نہیں۔ اور مزید بدقسمتی ہے کہ خود ہمارے حکمران بھی اسی مرض کا شکار ہیں اور دہشت گردی کے خلاف جنگ میں فتح کے ڈھول پیٹ رہے ہیں۔ یہ سب ہی اپنے عوام کے جذبات، احساسات اور عزائم سے لاتعلق ہیں اور آج کے نیرو (Nero) کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس پر بھی کیا یہ سب یہ توقع رکھتے ہیں کہ ان کا حشر بھی نیرو کے حشر سے مختلف ہوگا؟

اعداد و شمار کی صحت کا مسئلہ

شماریات (Statistics) کی بحیثیت ایک علم عمر اب ۱۰۰ سال سے زیادہ ہے۔ اس زمانے میں زندگی کے ہر شعبے کے بارے میں قابلِ اعتماد اعداد و شمار کی اہمیّت بے انتہا بڑھ گئی ہے

اور معاشی اور معاشرتی منصوبہ بندی میں اعداد وشمار کا کردار روز بروز بڑھ رہا ہے۔ حکومت اور مختلف اداروں کی کارکردگی کا پیمانہ بھی یہی اعداد وشمار بن گئے ہیں۔ ان حالات میں اعداد وشمار کو جمع کرنے اور ان کا تجزیہ کرنے والے اداروں کو مرکزی اہمیت حاصل ہوگئی ہے۔ ایک زمانے میں تو شماریات کو ناقابلِ اعتماد گورکھ دھندا سمجھا جاتا تھا اور ایک ماہرِ شماریات نے یہاں تک لکھ دیا تھا کہ جھوٹ تین قسم کے ہوتے ہیں۔

Lies, white lies and statistics, in order of ascendence.

یہ مبالغہ صحیح نہیں۔ البتہ اعداد وشمار کی صحت اور ان کے جمع کرنے اور مرتب کرنے کے نظام کو حکومت کی مرضی پر چھوڑنا بڑا اگمراہ کن ہوسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک اس کے لیے متعدد طریقے اختیار کر رہے ہیں جس میں مندرجہ ذیل خصوصی اہمیت رکھتے ہیں۔

۱- اعداد وشمار کے نظام کو آزاد انتظام کے تحت مرتب کرنا، اس کے لیے قانون کے ذریعے آزاد اداروں کا قیام جن کو دستوری تحفظ حاصل ہو اور جن کے مالی ذرائع حکومتوں کی مرضی پر موقوف نہ ہوں۔

۲- ہر موضوع کے بارے میں ایک سے زیادہ اداروں کے ذریعے اعداد وشمار کا حصول، تاکہ ایک ہی موضوع کے بارے میں مختلف ذرائع سے حاصل کردہ معلومات کا تقابل کیا جاسکے۔ نیز متبادل ذرائع کی موجودگی اعداد وشمار میں بددیانتی کرنے کے خلاف ایک مؤثر رکاوٹ کا کردار بھی ادا کرسکے۔ اس باب میں خصوصیت سے نجی شعبے کے اداروں کی خدمات اہمیت اختیار کرگئی ہیں جو سرکاری ذرائع کے لیے بھی checks & balances کی کیفیت پیدا کرنے کا باعث ہوتی ہے۔

۳- اب یورپ کے کئی ممالک خصوصیت سے انگلستان میں ایک ادارہ بہت مؤثر کردار ادا کر رہا ہے اور وہ ہے Statistics Commission جس کی حیثیت ایک طرح کے نگراں (Statistics Watch-dog) یا محتسب (Statistics-Ombudsman) کی ہے جو دوسروں کی تحریک پر اور خود اپنے اختیار سے (suo moto) شماریات کے پورے نظام پر نگاہ رکھتا ہے، اور جہاں کہیں کوئی ایسی تدبیر اختیار کی جاتی ہے جس سے شماریات کی صحت

پر برا اثر پڑے، یہ کمیشن فوری طور پر احتساب کا فرض ادا کرتا ہے۔

حال ہی میں پاکستان میں بنیادی سال (base year) کو تبدیل کرنے کا کام ۲۳ سال کے تغافل کے بعد بہت ہی عجلت میں کیا گیا اور نئی اور پرانی دونوں بنیادوں پر اعداد و شمار اور تبدیلی کے رجحانات کا تقابل شائع نہیں کیا گیا جو علمی اعتبار سے سخت قابلِ گرفت ہے، خصوصیت سے اس لیے کہ جس سال کو نیا بنیادی سال قرار دیا گیا ہے وہ غیر معمولی حالات کا شکار تھا، یعنی ۲۰۰۰-۱۹۹۹ء۔ اسی طرح غربت کی کیفیت اور کمیت کا تعین کرنے کے لیے جو سال میں چار بار ہاؤس ہولڈ سروے ہوتے ہیں اور ان کے اوسط کو سال کے لیے غربت کے تعین کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس طریقے سے ہٹ کر محض ایک مختصر (یعنی اصل نمونے کے صرف ایک تہائی) نمونے کی بنیاد پر اور وہ بھی صرف ایک سہ ماہی تک محدود رکھ کر جو اعداد و شمار دیے گئے ہیں ان کے بارے میں شدید شکوک و شبہات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اگر ہمارے ملک میں بھی شماریات کا کمیشن بحیثیت محتسب ہوتو ایسے واقعات پر بروقت گرفت ہوسکتی ہے۔

برطانیہ کے کمیشن نے حال ہی میں قومی شماریات کے دفتر پر سخت تنقید کی ہے کہ اس نے بلاجواز اور تمام حقائق ظاہر کیے بغیر کچھ میدانوں میں اعداد و شمار جمع کرنے کے طریقے میں تبدیلیاں کر ڈالی ہیں۔ کمیشن نے یہ اصول بیان کیا ہے کہ:

> سرکاری اعداد و شمار پر عوام کا اعتماد اعداد مرتب کرنے کے طریقوں کے معیار سے متاثر ہوتا ہے۔ سرکاری اعداد و شمار مرتب کرنے کے انتظامات کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے تاکہ عوام کے اعتماد کو تقویت دی جاسکے۔ (گارجین، جولائی ۲۰۰۴ء، بیان پروفیسر ڈیوڈ رڈ، چیئرمین شماریاتی کمیشن)

پاکستان میں بھی شماریات کے سرکاری ادارے کی تنظیم نو، اس کے تمام معاملات میں مکمل شفافیت اور ایک آزاد کمیشن جو شماریات کے پورے نظام بشمول محکمہ کسٹم اور اسٹیٹ بنک کی فراہم کردہ معلومات پر نگاہ رکھے، وقت کی ضرورت ہے۔